جلسہ سالانہ یوکے کے موقع پر پاکستانی احمدیوں پر ہونے والے مظالم کا ذکر اور ان کے لئے دعا کی تحریک

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۱ رجولائی ۱۹۸۷ء بمقام اسلام آباد، ٹلفورڈ، برطانیہ)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت کی تلاوت کی:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۱﴾ (حٰمٓ السجدۃ: ۳۱)

اور فرمایا:

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ یوکے کا یہ تیسرا سالانہ جلسہ ہے جس میں ہمیں شرکت کی توفیق مل رہی ہے۔ ویسے تو یوکے (UK) میں اس سے پہلے بھی بہت سے جلسے ہوتے رہے مگر جب میں تیسرا سالانہ جلسہ کہتا ہوں تو مراد یہ ہے کہ ایسا سالانہ جلسہ جس میں خلیفۂ وقت نے شرکت کی ہو اور اس غرض سے دور نزدیک سے بہت سے ممالک سے لوگ محض اس غرض سے یوکے کے جلسے میں شرکت کے لئے تشریف لائے ہوں کہ اس جلسے میں خلیفہ وقت بھی شریک ہے۔

اس پہلو سے اس جلسے میں جو آج کے دن رونق نظر آیا کرتی تھی اس دفعہ اس میں کچھ کمی دکھائی دے رہی ہے جس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ انگلستان کی حکومت نے پاکستان سے آنے والے احمدیوں سے بالخصوص بہت سخت رویہ اختیار کئے رکھا اور ایک بڑی بھاری تعداد پاکستان سے آنے

والے احمدیوں کی ایسی تھی یعنی یہاں جلسے میں شمولیت کے لئے جو آنا چاہتے تھے ان کی تعداد ایسی تھی جنہیں بڑی درشت روئی سے اور بدخلقی سے ویزہ دینے سے انکار کر دیا گیا۔

بالعموم انگلستان کی حکومت سے اس قسم کی توقعات نہیں کی جاتیں کیونکہ دنیا میں ان کے عدل کا معیار بہت اونچا مشہور ہے اور ان کی روایات اس پہلو سے بہت بلند ہیں اس لئے ہم نہیں کہہ سکتے کہ یہ ایک باقاعدہ حکومت کی پالیسی کے تابع ہوا یا انفرادی طور پر کوئی بدخلق افسر تھا جس نے اپنے طور پر یہ زیادتی کی۔ مگر بہرحال جو بھی صورت تھی اس کا جماعت احمدیہ کے جلسے کی حاضری پر بہت ہی برا اثر پڑا۔

اس کے باوجود ہمیں شکوے کا حق نہیں۔ ان کے انصاف کے معیار سے تو شکوے کا حق ضرور ہے لیکن جس قسم کے انصاف کا مظاہرہ خود ہمارے اپنے بھائی ہم سے کر رہے ہیں اس کو دیکھیں تو ہرگز ان سے شکوے کا کوئی حق نہیں بلکہ ہم پھر بھی ان کا شکریہ ادا کرنے کے سزاوار ٹھہرتے ہیں کیونکہ اختلاف مذہب کے باوجود، باوجود اس کے کہ ہم میں سے بہت سے آج یہاں ایسے ہیں جن کا اس وطن کی شہریت سے کوئی تعلق نہیں، اس کے باوجود بالعموم یہ قوم بڑے حوصلے کا سلوک کرتی ہے اور بالعموم ان کا رویہ دوستانہ یا شریفانہ رہتا ہے۔

پاکستان کے جن حالات کے متعلق میں نے اشارۃً ذکر کیا ہے۔ کچھ عرصے سے میں نے ان کے متعلق تفصیلی روشنی نہیں ڈالی لیکن آج کے خطبے کے لئے میں نے ایک خاص پہلو سے ان واقعات پر روشنی ڈالنے کا فیصلہ کیا ہے۔

وہ تحریک جو عمومی مخالفت کی تحریک تھی، وہ تحریک جس میں حکومت علی الاعلان یہ کہہ کر شامل ہوئی اور بارہا شامل ہوئی کہ ہم نے فیصلہ کر لیا ہے کہ جماعت احمدیہ کو اس ملک سے نیست و نابود کر دیں۔ ایک لمبے عرصے کی جاہلانہ کوششوں کے باوجود معلوم ہوتا ہے کہ ایسے لوگ جو یہ ارادے لے کر اُٹھے ہوئے تھے وہ یہ سمجھ چکے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ان کو یہ توفیق نہیں بخشی کہ وہ جماعت احمدیہ کو نقصان پہنچا سکیں۔ ہاں جماعتی رنگ میں کچھ نقصان کی باتیں تو کر سکتے ہیں، تکلیف دہ باتیں کر سکتے ہیں، ایذاء رسانی تو ممکن ہے لیکن یہ ممکن نہیں کے وہ **نعوذ باللہ من ذالک** جماعت احمدیہ کو کسی پہلو سے کوئی دائمی نقصان پہنچا سکیں۔

عارضی تکلیف کے دن آتے بھی ہیں اور چلے بھی جاتے ہیں اور یہ باتیں خوابیں بن جایا

کرتی ہیں مگر ایک بات بہر حال درست ہے کہ خوابیں خواہ کیسی ہی بھیانک کیوں نہ ہوں جماعت احمدیہ کے حق میں ان کی تعبیریں ہمیشہ حسین نکلتی ہیں اور ان چند ڈراؤنے خوابوں کو دیکھنے کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ برکتوں اور خوشیوں کے دن چڑھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ایسے ایسے نظارے جماعت احمدیہ دیکھتی ہے کہ خوابیں کوئی بھی بد اثر ان کی یاد پر بھی باقی نہیں چھوڑتیں۔ مگر جب تک خواب کی کیفیت طاری ہو جب انسان اس بعض اوقات دل ہلا دینے والے نظارے سے گزر رہا ہو جو وہ خواب میں دیکھتا ہے تو صرف بچہ ہی نہیں بسا اوقات بڑا انسان، عمر رسیدہ بھی تکلیف محسوس کرتا ہے، کچھ دیر کے لئے وہ گھبراتا ہے اور پریشان ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ جلد یہ خواب کی کیفیت دور ہو اور بسا اوقات خواب کے دوران ہی اسے کچھ کچھ یہ بھی محسوس ہونے لگتا ہے کہ ہے یہ خواب ہی، میرا عملاً تو کچھ بگاڑ نہیں سکے گی مگر اس کے باوجود میں تکلیف کی حالت میں ہوں۔

پس کچھ اسی قسم کی کیفیت آج جماعت احمدیہ کی ہے۔ ماضی پر نظر ڈالیں تو یقین سے دل بھر جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان جماعتوں کو جن کی داغ بیل اس نے اپنے ہاتھ سے ڈالی ہو کبھی بھی نہیں چھوڑا۔ وقتی ابتلا آتے ہیں اور گزر جاتے ہیں اور ان کے عقب میں ہمیشہ عظیم الشان کامیابیاں ان کے قدم چومنے کے لئے تیار رہتی ہیں اور خدا تعالیٰ ہمیشہ بار بار اپنے فضل لے کر آتا ہے۔ اس کے باوجود جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ابھی ہم خواب کی اس حالت میں سے گزر رہے ہیں جس کی تکلیف کا احساس بھی ساتھ ساتھ ہمارے شامل حال ہے۔ لیکن یہ عمومی دعاوی تکلیف پہنچانے کے اور یہ کوشش کہ سارا ملک جماعت احمدیہ کے خلاف حرکت میں آجائے، ان دعاوی کا اب وہ حال نہیں رہا اور ان کوششوں کا بھی اب وہ حال نہیں رہا کیونکہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ پاکستان کے عوام نے ایسے دعاوی کرنے والوں کی امنگوں پر پانی پھیر دیا ہے جو یہ سمجھتے تھے کہ ظلم کی ہر راہ میں یہ ہمارے شریک سفر ہو جائیں گے بلکہ عوام کی بھاری اکثریت بار بار ان کی ان کوششوں کو دھتکارتی رہی ہے اور رد کرتی رہی ہے اور دن بدن اللہ تعالیٰ کے فضل سے رائے عامہ میں جماعت احمدیہ کے حق میں اچھے خیالات پیدا ہونے شروع ہو گئے ہیں جو بڑھتے چلے جارہے ہیں بلکہ بعض اوقات ایسی ایسی خبریں بھی ملتی ہیں کہ وہ لوگ جو پہلے ظلم میں شریک ہوا کرتے تھے، نہ صرف ہاتھ کھینچ بیٹھے ہیں بلکہ جماعت کی تائید میں لفظی اور فعلی طور پر جو کچھ ان سے بن سکتا ہے وہ کرنا شروع کر چکے ہیں۔

پس بالعموم تو یہی کیفیت ہے لیکن ایک معاملے میں حکومت کے کارندے اور علماء یعنی سارے علماء تو ہرگز نہیں علماء کا ایک سوء طبقہ، ایک بدنصیب طبقہ ابھی تک ان مذموم کوششوں سے باز نہیں آرہا بلکہ بعض پہلوؤں سے اور زیادہ شدت اختیار کرتا چلا جاتا ہے اور ان کا تخریبی دائرہ کلمہ توحید کو مٹانے کی حد تک محدود ہو چکا ہے، ان کی تمام تر توجہ اب اس جہاد پر مرکوز ہے کہ جس طرح بھی بن پڑے کلمہ طیبہ کو جماعت کے سینوں سے نوچ پھینکا جائے، ان کی مساجد سے مٹا کر نیست و نابود کر دیا جائے اور جہاں تک بس چلے ان سے کلمہ طیبہ کا کھلا کھلا انکار کروایا جائے۔ کلمہ طیبہ جسے ہم پاکستان اور ہندوستان کے ایک بہت حصے میں، ایک بڑے حصے میں کلمہ طیبہ کے نام سے یاد کرتے ہیں درحقیقت کلمہ شہادہ کہلاتا ہے اور عرب دنیا اسے کلمہ شہادہ کے نام سے جانتی ہے اور یہی اصل صحیح اصطلاح بھی ہے۔ مراد یہ ہے یہ گواہی دینا، یہ شہادت دینا کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔

پس اس وقت پاکستان کی حکومت کے کارندوں اور علماء کے ایک ٹولے کی تمام تر کوششیں اس بات پر مرکوز ہو چکی ہیں کہ اس کلمے کا جماعت احمدیہ سے جبراً انکار کروایا جائے۔ وہ کہتے ہیں اگر تم یہ گواہی دو کہ اللہ ایک ہے اور محمد مصطفی ﷺ سچے ہیں اور خدا کے رسول ہیں تو ہمیں اتنی تکلیف پہنچتی ہے، ایسا اشتعال آتا ہے کہ ہم اسے برداشت نہیں کر سکتے۔ ہاں اگر تم یہ گواہی دو کہ خدا ایک نہیں بلکہ بے شمار ہیں اور اگر یہ گواہی دو کہ نعوذ باللہ من ذالک حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ خدا کے بندے اور رسول نہیں ہیں تو پھر ہم تم سے اعراض کریں گے، پھر تم جو چاہو کرتے پھرو پھر ہم تم سے کوئی باز پرس نہیں کریں گے۔

یہ اعلان ہے جو بار بار مساجد کے منبروں سے بھی ہو رہا ہے اور پاکستان کی عدالت کی کرسیوں سے بھی ہو رہا ہے اور کھلم کھلا جج یہ اعلان کرتے ہیں کہ تم احمدیوں کا کوئی حق نہیں کہ یہ سچی گواہی دو کہ اللہ ایک ہے اور محمد مصطفی ﷺ اُس کے سچے رسول ہیں اور یہ بیماری چھوٹی سطح کی عدالتوں میں نسبتاً کم ہے اور اوپر کی سطح کی عدالتوں میں جہاں ان کو حکومت سے اپنی ترقیات کی تمنائیں وابستہ ہیں کہیں کہیں بڑے نمایاں طور پر سر نکالتی دکھائی دیتی ہے۔

بالعموم عدلیہ کے متعلق تبصرہ پسندیدہ نہیں اس لئے میں اس پر مزید کچھ گفتگو نہیں کرتا لیکن

ان کے سب تبصرے جو جماعت احمدیہ کے متعلق اور بانی جماعت احمدیہ کے متعلق ہیں ایسے ناپسندیدہ اور ایسے مکروہ اور ایسے جھوٹے اور ایسے بے بنیاد ہیں کہ انسان حیرت سے دیکھتا ہے کہ ان فیصلوں کے بعد ان تبصروں کے بعد ان کا کیا حق باقی رہتا ہے کہ وہ عدلیہ کہلائیں۔

آج میں جس پہلو سے آپ کے سامنے بعض حالات رکھنا چاہتا ہوں وہ پہلو ہے ان اسیرانِ راہ مولا کے دل کی کیفیات اور ان کی اپنی زبان سے یہ ذکر کہ ان پر کیا گزر رہی ہے اور ان سے اس ملک میں کیا سلوک ہو رہا ہے۔

اس ضمن میں میں پہلا اقتباس آپ کے سامنے مکرم جہانگیر جوئیہ صاحب ایڈووکیٹ امیر ضلع خوشاب حال شاہ پور جیل کے ایک خط سے پڑھ کے سناتا ہوں۔ آپ کو یہ بار بار توفیق ملی کہ کلمہ طیبہ پڑھنے کے جرم میں یعنی کلمہ شہادہ پڑھنے کے جرم میں اور اسے عزت اور پیار سے اپنے سینے پہ آویزاں کرنے کے جرم میں بار بار جیل میں جائیں اور جتنی بار پھر ضمانت سے نکالیں جائیں پھر دوبارہ اسی جرم کا اعادہ کریں اور پھر جیل میں جائیں۔ یہاں تک کہ اب تو کئی ماہ سے ان کی ضمانت کی امیدیں بھی قطع ہوتی جاتی ہیں اور ہائی کورٹ نے بھی یہ تبصرہ کرتے ہوئے ان کی ضمانت کو رد کر دیا ہے کہ یہ تو ایسا بھیانک جرم ہے اللہ کی اور محمد مصطفی ﷺ کی صداقت کی گواہی دینا اور سچائی کی گواہی دینا کہ ان کے خلاف توہین رسالت کے مقدمے درج ہونے چاہئیں۔ بہر حال وہ لکھتے ہیں:۔

”دو روز قبل مورخہ 27 / جولائی کو سات افراد جماعت احمدیہ (یعنی خوشاب کے سات افراد جماعت احمدیہ) کلمہ طیبہ کے جرم میں جیل میں خاکسار کے پاس پہنچ چکے ہیں اور دو افراد جماعت احمدیہ ڈیرہ بستان اور ڈیرہ چانن خان والے سے بھی تعلق رکھتے ہیں۔ اس بار پولیس انسپکٹر عبدالحمید خان نیازی نے اسیران کلمہ طیبہ کو خوب مارا۔ خان محمد صاحب انصار اور بوڑھے آدمی تھے ان کو بہت مارا اور ان کا ایک دانت بھی خراب ہو گیا۔ ان کی عمر تقریباً ساٹھ سال ہے۔ ان کو اس انسپکٹر نے مارتے ہوئے کئی بار نیچے گرایا۔ ان کے علاوہ میر عالم صاحب، مبشر احمد صاحب، رانا اسد اللہ صاحب اور مشتاق احمد صاحب کو بھی اس انسپکٹر نے نہایت بے رحمی سے مارا، مبشر کی عمر تو

صرف تیرہ سال ہے“۔

جس بچے مبشر کا ذکر ہے اس کا اپنا خط بھی ملا ہے وہ کس تجربے میں سے گزرا ہے۔ وہ لکھتا ہے:۔

”پیارے آقا جماعت احمدیہ خوشاب نے جب پانچویں مرتبہ کلمہ طیبہ بیت الذکر خوشاب کی پیشانی پر تحریر کیا تو اس رات بیت الذکر کی حفاظت کے لئے خدام کے ہمراہ میں نے بھی بیت الذکر میں قیام کیا (یعنی یہ طفل ہے، پندرہ سال سے کم عمر کے بچے طفل کہلاتے ہیں، خدام میں وہ شامل نہیں ہوتے، اس لئے اس پر فرض تو نہیں تھا لیکن یہ طوعی طور پر، نفلی طور پر اس حفاظت کے گروہ میں شامل ہو گیا)۔ بیت الذکر کو اندر سے تالا لگا کر ہم سب آرام سے سو گئے۔ رات تقریباً دس گیارہ بجے سٹی مجسٹریٹ ایک بھاری پولیس کی تعداد کے ساتھ بیت الذکر پہنچے۔ ایک پولیس مین نے بیرونی طرف سیڑھی لگائی اور یوں دیوار پھلانگ کر قانونی اور اخلاقی جرم کرتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔ عاجز جہاں موجود افراد میں سے سب سے چھوٹا بچہ تھا۔ عمر تقریباً چودہ سال ہے۔ سب سے پہلے اس عاجز کی مشکیں پیچھے کی طرف اتنی سختی سے باندھیں جس طرح میں نے کوئی بہت بڑا قصور کیا ہو۔ اللہ جانتا ہے کہ ہم نے کوئی جرم نہیں کیا۔ پھر زیادتی پر زیادتی یہ کہ انسپکٹر نے دو زوردار تھپڑ خاکسار کو رسید کئے، پھر باہر لے جا کر ایک پولیس مین نے دو تھپڑ دے مارے۔ سٹی مجسٹریٹ نے پولیس مین کو کہا کہ دو تھپڑ اور لگاؤ۔ اس پر اس سپاہی نے ایک اور تھپڑ رسید کیا۔ اس کے بعد میرے دیگر ساتھیوں کا ایک ایک ہاتھ باندھا جبکہ میرے دونوں ہاتھ پیچھے کی طرف کر کے بڑی سختی سے باندھے ہوئے تھے۔ پھر پولیس مین کالے رنگ کے موبل آئل سے کلمہ طیبہ کو مٹا کر توحید باری تعالیٰ اور رسالت مآب ﷺ کا نام مٹا کر ہم پانچ افراد کو ویگن میں بٹھا کر تھانے لے گئے۔ وہاں جا کر عاجز کو سہ بارہ انسپکٹر پولیس نے دو تھپڑ اور ایک تھپڑ ASI نے مارا۔ گویا ان کی نظر میں یہ عاجز ہی سب سے بڑا گناہگار مجرم تھا۔ اس وقت ہم نو اسیرانِ کلمہ

طیبہ ڈسٹرکٹ جیل صدر شاہ پور میں ہیں۔ (کیا جرم کر رہے ہیں وہاں ؟) پنجگانہ نمازیں اور نماز تہجد باجماعت التزام سے ادا کر رہے ہیں“۔

یہ تو ایک بچے کے ساتھ اس بھیانک جرم میں سلوک کیا گیا ہے کہ اس نے اللہ کی توحید اور حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی صداقت کی گواہی دی تھی۔

ایک نیم پاگل، یعنی پاگل تو پورے نہیں لیکن جو فاطر العقل سے مجہول سے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک ایسا شخص مسجد بیت الذکر آہیراں والا میں خادم بیت ہے اور وہ خود بھی جانتا ہے کہ میری ذہنی حالت درست نہیں۔ وہ یہ لکھتا ہے کہ:۔

”عاجز جامع مسجد بیت الذکر واقع محلّہ آہیراں والا میں بطور خادم بیت الذکر میں کام کرتا ہے۔ پولیس کو اچھی طرح علم ہے کہ میرا دماغ ٹھیک نہیں ہے۔ پیشتر ازیں بھی خاکسار پر اذان کا کیس چل رہا ہے۔(یعنی جرائم ہیں اذان کا بھی ایک جرم ہے بڑا خطرناک)۔

سیّدی! مورخہ 26-6-87 کو جب پولیس نے پانچویں مرتبہ کلمہ طیبہ مٹانے کے لئے کوشش کی تو اس عاجز کے بھی پیچھے سے ہاتھ باندھ، زوردار تھپڑوں سے مارنا شروع کیا۔ عاجز نے ”سی“ تک نہ کی اور محض للہ نہایت صبر اور استقلال سے انسپکٹر پولیس کی مار کو برداشت کیا اور اپنے چند دیگر ساتھیوں کے ساتھ ہنستے ہوئے حوالات تھانہ خوشاب اور پھر یہاں سے ڈسٹرکٹ جیل صدر بھیجے گئے۔ ہم اپنے پیارے امیر ضلع مکرم ملک جہانگیر محمد جوئیہ کے ہمراہ اس وقت جیل میں بند ہیں“۔

مکرم امیر صاحب ضلع خوشاب دوبارہ لکھتے ہیں:۔

”اب پولیس نے پانچویں بار مسجد احمدیہ خوشاب سے کلمہ طیبہ مٹا دیا ہے اور اس کے ساتھ ہی نو احمدی احباب کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیا ہے۔ اب شہر خوشاب میں بہت کم مرد رہ گئے ہیں۔ اکثر احمدی احباب کلمہ طیبہ کے جرم میں جیلوں کی تنگ و تاریک کوٹھریوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ اب ہم سفید

پینٹ سے کلمہ طیبہ لکھیں گے کیونکہ پولیس نے مسجد کے سامنے والی ساری دیوار کو پوری طرح سیاہ کر دیا ہے اور مسجد کی حالت بھی سیاہ تیل سے خراب کر دی ہے۔ باہر کے دروازے کو تالہ لگا دیا ہے۔ اب ہم جلد از جلد وہاں کلمہ طیبہ لکھوا رہے ہیں۔ ہم کلمہ طیبہ کی پوری حفاظت کریں گے چاہے ہماری عورتوں کو بھی جیل جانا پڑے کیونکہ پولیس والوں نے ہمیں یہ دھمکی دے دی ہے اب ہم آپ کی عورتوں کو بھی جیل میں بھیجیں گے۔ ہم اس پر پوری طرح تیار ہیں اور کلمہ طیبہ لکھتے رہیں گے اور ایک لمحے کے لئے بھی اس سے باز نہیں آئیں گے، دشمن جو کرسکتا ہے کرتا پھرے وہ ہمارے عزم اور ہمت کو پامال نہیں کرسکتا''۔

پیر کوٹ ثانی گوجرانوالہ میں ایک گاؤں ہے وہاں کے ایک احمدی دوست کا واقعہ بھی ہے کس طرح وقت کے علماء بالکل کھلا کھلا جھوٹ بول کر فرضی مقدمے بناتے احمدیوں پر اور پھر فرضی گواہ بناتے اور ان کو کوئی خدا خوف نہیں اور تلاش میں رہتے ہیں کہ کسی طرح کسی احمدی کو موقع ملے تو جھوٹے گواہ بنا کر اس پہ کوئی مقدمہ قائم کروائیں۔ چنانچہ اس وقت یہ بھی جیل میں ہیں اور جیل سے ہی اپنی داستان لکھ رہے ہیں کہ مجھ سے کیا گزری۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ:۔

''مولویوں نے یہ جھوٹا مقدمہ درج کرا کے کہ **نعوذ باللہ من ذالک** میں نے حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی ہتک کی ہے، جن پر میرا جان مال اولاد سب کچھ نچھاور ہے۔ مجھے اس مقدمے میں جیل بھجوایا اور چونکہ میں جیل میں نمازیں بھی پڑھتا رہا اور تلاوت بھی کرتا رہا اور چونکہ مولویوں کے وفود پہنچ کر ساتھ کے قیدیوں کو مشتعل کرتے رہے کہ یہ اب بھی نمازیں پڑھنے اور کلمہ توحید پڑھنے سے باز نہیں آرہا اس لئے ان کی شکایت پر مجھے چکی میں بند کر دیا گیا۔ (چکی وہ اندھیری کوٹھڑی ہوتی ہے جس میں موت کی سزا پانے والے قیدیوں کو پھانسی سے پہلے بند کیا جاتا ہے۔ کہتے ہیں) وہاں بھی میں نمازوں سے باز نہیں آیا نہ آسکتا تھا اور بلند آواز سے تلاوت کرتا رہا جس کی آواز سن کر بعض ساتھ کے قیدیوں نے سپرنٹنڈنٹ جیل سے شدید احتجاج کیا کہ خدا کے

اس نیک بندے کو تم نے سراسر ظلم کی راہ سے چکی میں بند کیا ہے اور ہم اس کے خلاف احتجاج کرتے ہیں اسے چکی سے نکالو''۔

چنانچہ اس احتجاج کے نتیجے میں وہ سپرنٹنڈنٹ مرعوب ہو کر ان کو نکالنے پر آمادہ ہو گیا۔ چونکہ اکثر قیدی سخت جرائم پیشہ ہوتے ہیں اور خصوصاً سخت سزا پانے والے قیدی جو چکی کے گردو پیش رکھے جاتے ہیں یا خود چکی میں ہی شاید وہ بھی ہوں، وہ مزاج کے لحاظ سے بھی درشت ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کا رعب ہوتا ہے کسی نہ کسی رنگ میں جیل کے افسران پر۔ پھر وہ جرائم میں شریک پیسے کھا کر، ڈرگز وغیرہ سمگل کروانے میں مدومعاون بنے ہوئے ہوتے ہیں۔ تو کئی قسم کے ان کے ایسے تعلقات ہیں جس کے نتیجے میں ویسے تو خدا کا کوئی خوف اس شخص کے دل میں نہیں آیا مگر ان قیدیوں کے احتجاج کے نتیجے میں اس نے ان کی سزا میں نرمی کر دی۔

ہمارے سلسلے کے ایک بہت ہی مخلص خادم اور بڑے فعال کارکن سرگودھا کے خادم حسین صاحب وڑائچ لکھتے ہیں:۔

''23 / جون کو تقریباً پونے تین بجے دوپہر ہمارے مخلص دوست مبارک احمد صاحب چیمہ سرگودھا سے جوہر آباد جانے کے لئے بس پر سوار ہوئے۔ تین موٹر سائیکل سوار غنڈوں نے ان کی بس کو روک کر ان کو بس سے اتروا لیا۔ نیچے اتار کر شدید زدوکوب کیا اور پھر زبردستی رکشہ میں بٹھا کر تھانے لے جانے کی کوشش کی۔ ان کے پاس ایک کتابچہ تھا وہ چھین لیا اور ۵۷ روپے جیب سے نکال لئے اور یہ عزم ظاہر کیا کہ ہم تھانے جا کر یہ رپورٹ درج کرائیں گے کہ تم ہمیں تبلیغ کرتے تھے۔ لیکن دوسرے بس کے شریف مسافروں نے بیچ میں پڑ کر ان کو چھڑا لیا اور وہ تین جو نوجوان تھے وہ اس عظیم جہاد کے نتیجے میں حاصل ہونے والا مال غنیمت ۵۷ روپے لے کر وہاں سے رخصت ہوئے''۔

بعض جگہ سے ایسی خبریں بھی آتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ شرافت بالکل مری نہیں ہے یعنی پولیس کے محکمے میں بھی کچھ لوگ نسبتاً شریف النفس موجود ہیں۔ چنانچہ ایک صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

''ایک دفعہ ہماری دکان پر اچانک پولیس کا ایک تھانے دار اور دو

سپاہی آئے اور کہا ہم آپ کو گرفتار کرنے آئے ہیں۔ جرم یہ بتایا کہ بورڈ پر بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ لکھا ہوا ہے اور یہی نہیں بلکہ نحمدہ و نصلی علی رسوله الکریم بھی لکھ دیا گیا ہے کہ میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت رحمان بے حد رحم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے اور ہم حمد کرتے ہیں اس ذات کی و نصلی علی رسوله الکریم اور اس کے معزز رسول پر درود بھیجتے ہیں۔ پھر اس نے بتایا کہ یہی ابھی جرم نہیں ہے ایک اور بھی جرم تم نے کیا ہے یہ آیت بھی لکھی ہوئی ہے اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ (الزمر: ۳۷) کیا خدا اپنے بندے کے لئے کافی نہیں ہے۔ تو کہتا ہے کہ اتنے شدید واضح جرائم کے بعد تم نے ہمارے لئے رستہ کوئی نہیں چھوڑا مگر اب ہم مجبور ہو کر تمہیں لازماً قید کریں گے''۔

لکھنے والے دوست کے والد چونکہ بوڑھے تھے انہوں نے کہا میں اپنے آپ کو پیش کرتا ہوں تم ان پر اس کی ذمہ داری نہ ڈالو میں ذمہ دار ہوں مجھے لے جاؤ۔ چنانچہ تھانے دار نے یہ شرافت دکھائی کے ان کو ساتھ لے گیا اور رستے میں کہا کہ دل تو میرا بالکل نہیں چاہتا مگر میں سخت مجبور ہوں، اوپر سے ہمیں اسی قسم کے احکامات ملتے ہیں۔

کہتے ہیں پولیس کا تو رویہ بس اتنا ہی رہا لیکن جس افسر کے سامنے جو مجسٹریٹ تھا، ہمیں پیش کیا گیا اس نے یہ معلوم کر کے کہ ہمارا جرم کیا تھا ہمارے خلاف نہایت گندی زبان استعمال کرنی شروع کی۔ کہتے ہیں ہمارے ساتھ بعض بڑے بھیانک جرائم میں ملوث دوسرے جرائم پیشہ لوگ بھی شامل تھے لیکن ان کے ساتھ وہ نرمی سے بولتا رہا لیکن جب اس کو یہ پتا چلا کہ ہم نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دی ہے یا بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ لکھ کر اپنی دکان پر لگایا ہوا ہے یا دکان کی پیشانی درود سے سجائی ہے اور آیت قرآن کریم اس پر لکھی ہے، وہ کہتا ہے ایک دم مشتعل ہو گیا اور آپے سے باہر ہو گیا اور سخت گندی زبان استعمال کرتے ہوئے کہا تم باز آؤ گے یا نہیں؟ میں تمہیں تین سال کی قید با مشقت کی سزا دوں گا اور اس کے بعد اس نے ماتحتوں کو حکم دیا اس کی اچھی طرح پٹائی کرو تا کہ یہ بار بار یہ جرم کرنے سے باز آ جائے۔

پنجاب کے علاوہ بھی دوسرے مختلف ملک کے حصوں میں اس قسم کے واقعات مسلسل ہو رہے ہیں لیکن خصوصیت کے ساتھ سرگودھا اور خوشاب کا علاقہ ہے جو بدنصیبی میں اس وقت سارے پاکستان سے آگے بڑھا ہوا ہے۔ مگر بہر حال جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ملک کے مختلف حصوں میں ایسے ایسے واقعات کی رپورٹیں آئے دن آتی رہتی ہیں گو نسبتاً کم۔ کراچی سے ایک دوست نعیم احمد صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

''میں بہاولپور سے سکھر تک ٹرین میں سفر کر رہا تھا۔ (مگر یہ واقعہ پنجاب کا ہی لگتا ہے یا سندھ اور پنجاب دونوں میں مشترکہ ہے۔ ہیں یہ کراچی کے مگر واقعہ اس طرف کا لکھ رہے ہیں) دورانِ سفر آپس میں تعارف ہوا باتیں شروع ہوئیں اور جب ان کو یہ پتا چلا کہ میں احمدی ہوں تو ایک شخص نے شدید بدزبانی شروع کی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف نہایت گندی زبان استعمال کی اور پھر مجھے مارنا شروع کیا اور اس کے ساتھ ایک دو اور ساتھی بھی شامل ہو گئے اور جب میں خدا یا قرآن کا نام لیتا تھا تو مجھے اور بھی مارتے تھے کہ تم خدا اور قرآن کا نام لینے والے ہوتے کون ہو؟ چنانچہ جب مارتے مارتے تھک گئے (کہتے ہیں) میں نے درود شریف بلند آواز سے پڑھنا شروع کیا اس پر اور بھی مشتعل ہو گئے اور کہا کہ ابھی ہم تمہیں گاڑی سے باہر دھکا دیتے ہیں۔ (چونکہ گاڑی چل رہی تھی اور تیز رفتار سے عموماً چلتی ہے لائن پر اس لئے اس بات کا بھاری احتمال تھا کہ اگر اس کو دھکا دیا جاتا تو وہ اس صدمے سے بچ نہ سکتا۔ لیکن وہ یہ لکھ رہے ہیں واقعہ دراصل وہ شکایت کے رنگ میں نہیں لکھ رہے اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی تائید کے اظہار اور تشکر کے لئے واقعہ لکھ رہے ہیں۔ کہتے ہیں) جونہی اس نے یہ کہا پیشتر اس کے کہ وہ مجھے گاڑی سے باہر نکالتا بجلی بند ہوگئی اور معلوم ہوتا ہے اس سے کچھ خرابی ایسی پیدا ہوئی ہے انجن وغیرہ میں کہ ان کو، انجن والوں کو، گاڑی روکنی پڑی اور بجلی بند ہو کر جب انہوں نے مجھے دھکا دیا تو کھڑی گاڑی سے

کوئی نقصان نہیں ہوا میں اُتر آیا آرام سے اور اس کا کہتے ہیں دوہرا فائدہ یہ ہوا کہ اگر دھکا دے کر چلتی گاڑی سے مجھے پھینکتے اور میں بچ بھی جاتا تو آدھی رات کے وقت نہایت خطرناک علاقے سے سکھر تک جو ابھی چند پانچ، چھ میل کے فاصلے پر تھا پہنچنا ویسے ہی محال ہوتا۔ (کہتے ہیں) اب اندھیرے نے دوسرا کام یہ کیا کہ میں کچھ قدم چل کر دوسرے ڈبے میں بیٹھ گیا اور جب میں بیٹھا ہوں تو بجلی پھر آگئی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے گاڑی چل پڑی اور اس طرح خدا تعالیٰ نے مجھے ان کے فتنے سے بچا لیا''۔

کلمہ طیبہ کی مخالفت یعنی بار بار میرے منہ سے کلمہ طیبہ کے لفظ نکلتے ہیں جو اصل عرب محاورہ ہے یا اسلامی پرانا محاورہ ہے وہ کلمہ توحید ہے یا کلمہ شہادہ ہے۔تو کلمہ شہادہ اور کلمہ توحید کی مخالفت کرتے کرتے اب ان علماء کا یہ حال ہو چکا ہے کہ ان کو اپنی زبان پر اختیار ہی نہیں رہا کہ ہم کیا باتیں کہہ جاتے ہیں اس مخالفت میں۔ چنانچہ ایک دوست نے بڑا دلچسپ واقعہ لکھا ہے ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا سے کہ:۔

''ایک مولوی اور اس کے چیلے سارے شہر میں گھومتے پھرتے یہ تلاش کر رہے تھے کہ کوئی احمدی کلمہ طیبہ کا بیج (Badge) لگائے ہوئے نظر آئے تو ہم اسے پولیس کے حوالے کریں اور پھر وہ اسے مار مار کر جس کو بھی پکڑتے تھے لے جاتے تھے۔ جب مجھ پر نظر پڑی تو اس کے مولوی کے ایک ساتھی نے میرے سینے سے کلمہ نوچنے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو فوراً مولوی نے سختی سے اُسے روکا کہ کلمہ کو ہاتھ نہ لگاؤ پلید ہو جاؤ گے''۔

وہ کہتا ہے اب ان کے مقدر میں کلمے کو ہاتھ لگانے سے پلیدی رہ گئی ہے اور کلمے کی ساری برکتیں یہ ہمیں اپنے ہاتھوں سے دے بیٹھے ہیں۔

اور یہ جو باتیں ہیں صرف یہ عوامی سطح پر نہیں ہو رہیں باقاعدہ حکومت کے محکموں میں اس قسم کے مقدمے درج ہو رہے ہیں، اس قسم کے اعتراضات لوگوں کی فائلوں میں لکھے جا رہے ہیں۔ چنانچہ ٹیکسلا سے ایک سرکاری افسر ہمارے احمدی دوست لکھتے ہیں کہ ان کے خلاف نماز پڑھنے کے

جرم میں پاور ہاؤس کے بعض ملازمین نے شکایت کی۔اس پر ان کے خلاف جو محکمے کے بڑے افسر کی طرف سے رپورٹ درج کرائی گئی ہے FIR اس میں لکھا گیا ہے کہ اس ظالم نے نماز پڑھی جس سے سارے دفتر میں اشتعال پھیل گیا اور اس لئے اس کے خلاف شدید قانونی چارہ جوئی کی جائے۔

پس جہاں اس قسم کے واقعات کی اطلاعیں ملتی ہیں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے بعض شرفاء بھی ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کی اکثریت شرفاء پر ہی مشتمل ہے۔جب میں یہ کہتا ہوں تو بعض لوگ تعجب سے دیکھیں گے کہ اس طرح جرائم کی آماجگاہ بن چکا ہے وہ ملک اور آئے دن نہایت ہی بھیانک خبریں ملتی ہیں، اخلاقی دیوالیہ پن کا شکار ہے، ہر روز ان کے کردار کی صورتیں پہلے سے بدتر اور اور بھی بدتر ہوتی چلی جارہی ہیں اور تم یہ کہتے ہو کہ اس ملک کی اکثریت شریف النفس ہے۔ان سب باتوں کو جانتے ہوئے بھی میں یہی کہتا ہوں اور مجھ سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رضی اللہ عنہ بھی ہمیشہ یہی کہتے رہے کہ اس ملک کے اندر گہری شرافت ہے لیکن بدنصیبی سے یہ ملک جس طرح بعض بچے ظالم سوتیلی ماؤں کے ہاتھ میں چلے جاتے ہیں ظالم سیاسی لیڈروں کے ہاتھ میں کھیل رہے ہیں اور وہ ان کے ساتھ نہایت ظالمانہ سلوک کر رہے ہیں، ان کو غلط راہوں پر چلا رہے ہیں، ہر قسم کی خرابیاں جو ہمیں دکھائی دیتی ہیں اس کی دراصل ذمہ دار ہماری سیاسی لیڈرشپ یا بھٹکی ہوئی مذہبی لیڈرشپ ہے۔چنانچہ آپ ثبوت کے طور پر فرمایا کرتے تھے کہ ان میں سے ہر قسم کے بگڑے ہوئے آدمی بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے جب غلط فہمیاں دور ہونے کے نتیجے میں احمدیت میں داخل ہوتے ہیں تو دیکھتے دیکھتے ان کی کایا پلٹ جاتی ہے۔ایک بدکردار قوم اتنی جلدی تبدیلی پیدا نہیں کرسکتی اور خدا تعالیٰ جب کسی قوم کو دنیا کی سیادت کے لئے چنتا ہے تو ضرور بنیادی طور پر اس میں کچھ خوبی ہوتی ہے۔یہی حال اس سے بہت زیادہ شان کے ساتھ اس عرب میں ہمیں دکھائی دیتا ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے زمانے کا عرب تھا۔یعنی آپ کے ظہور سے پہلے اس عرب پر نگاہ ڈالیں تو ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک خوبیوں کی تلاش میں نکل جائیں، سوائے ایک دو ایسی خوبیوں کے جو ان کی جاہلانہ زندگی کا ایک حصہ تھیں یعنی شجاعت اور سخاوت، وہ ہر دنیا کی برائی میں ملوث تھے اس کے باوجود حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے ظہور سے ایک عظیم الشان معجزہ دنیا نے دیکھا کہ وہ جو گندے دکھائی دیتے تھے سب سے زیادہ پاک ہوگئے اور سب سے زیادہ پاک کرنے والے وجود بن گئے۔

پس اس قوم سے مایوسی کی وجہ نہیں ہے۔اس قوم میں لازماً شرافت موجود ہے اور اور یہی وجہ ہے کہ جماعت کی اکثریت ان آزمائشوں کو دیکھ رہی ہے لیکن خود نہیں گزر رہی ان میں سے۔ جماعت کی اکثریت یہ دکھ تو برداشت کر رہی ہے اور بڑے حوصلے کے ساتھ مگر بڑی تکلیف کے ساتھ بیک وقت کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو حکومت کے کارندے اور چند مولوی دن رات گالیاں دے رہے ہیں اور شدید جھوٹے بے بنیاد الزامات جماعت احمدیہ پر آئے دن لگائے جارہے ہیں مگر عملاً جس طرح کہ ان کے بعض ساتھیوں کے ساتھ نہایت تکلیف دہ واقعات پیش آرہے ہیں جسمانی اذیتوں کے، قید و بند کے، جھوٹے الزامات انفرادی طور پر عائد کرنے کے جماعت کی بھاری اکثریت پاکستان میں اس سے بچی ہوئی ہے۔اس کی وجہ یہی ہے کہ اکثریت بیچ میں، دل کے اندر سے شریف ہے اور وہ کھلم کھلا ظلم میں شامل ہونے کے لئے تیار نہیں ہے۔

اس لئے آج میں یہی کہہ کر اس خطبے کو ختم کروں گا کہ سب دنیا سے جو احمدی آئے ہوئے ہیں اول تو وہ یہ معلوم کرلیں کہ ان کے بعض بھائیوں پر اس ملک میں کیا گزر رہی ہے؟ کیسے دردناک حالات سے وہ گزر رہے ہیں اور کس حوصلے کے ساتھ وہ اپنے عہدوں کو نبھا رہے ہیں اور خدا تعالیٰ سے کسی قیمت پر بھی بے وفائی کے لئے تیار نہیں۔ان کے نمونوں کو ساری دنیا میں زندہ رکھنا ہم سب پر فرض ہے اور دوسری طرف اس لئے میں یہ واقعات پڑھ کے آج آپ کو سنا رہا ہوں کہ جہاں بھی جلسے کے شرکاء واپس جائیں گے وہاں اپنی جماعتوں کو یہ واقعات بتائیں اور ان کو دعاؤں کی تحریک کریں۔ یہ واقعات ہم جہاں تک بس چلتا ہے دنیا کی نظر میں بھی لے کے آتے ہیں لیکن دنیا کی نظر میں لانے سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ ہمارا اس بات پر انحصار ہے کہ وہ حکومتِ پاکستان کو مجبور کریں گے اور حکومتِ پاکستان ان بدکارروائیوں سے باز آجائے گی، ہرگز ایسا ہمارا کوئی انحصار نہیں اور وہ جو کوشش کرتے بھی ہیں، وہ جو جوابات ہمیں بھجواتے ہیں وہ بڑے مایوس کن ہوتے ہیں۔ وہ بڑے بڑے ممالک کے بڑے بڑے نمائندگان جن کا اپنے ممالک میں بھی ایک غیر معمولی احترام ہے جن کی قوت وہاں محسوس کی جاتی ہے وہ بھی جب لکھتے ہیں حکومت پاکستان کو تو جو جواب وہاں سے آتا ہے اسے احمدی کو جس نے ان کے سامنے وہ حالات بیان کئے ہوئے، بسا اوقات اس نوٹ کے ساتھ بھیج دیتے ہیں کہ میں جانتا ہوں کہ بالکل جھوٹ ہے یعنی وہ جواب جو انہوں نے دیا ہے سراسر جھوٹ ہے لیکن اب میں کیا

کر سکتا ہوں میں نے ان کو لکھنا تھا میں نے اپنا فرض پورا کر دیا اس سے زیادہ میں کچھ کر نہیں سکتا اور اس سے زیادہ تمہیں توقع نہیں رکھنی چاہئے اور یہ بالکل درست ہے۔

لیکن ایک ذات ایسی ہے جس کے قبضہ قدرت میں انسان بحیثیت فرد ہی کے نہیں بلکہ ساری دنیا کی قومیں، تمام مردہ اور زندہ وجود اس طرح ہیں کہ ایک ذرہ برابر بھی، ایک شعشہ برابر بھی اس قبضہ قدرت سے باہر نکلنے کی کسی کو استطاعت نہیں ہے۔ اس لئے میں آپ کو متوجہ کر رہا ہوں کہ واپس جا کر اس بات پر زور دیں کہ اپنے مظلوم احمدی بھائیوں کے لئے دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کے مصائب کا دور ختم فرمائے، ان کے صبر کی آزمائشیں جتنی ہو چکیں انہیں اور زیادہ لمبا نہ فرمائے اور اگر اس کے ہاں یہی مقدر ہے اور جماعت کے عظیم تر مقاصد اس سے وابستہ ہیں کہ صبر کا دور کچھ اور لمبا چلے تو پھر ان کے حوصلوں کے دل بڑھا دے، ان کے عزم کو سر بلند رکھے، پہلے سے بڑھ کر اپنے پیار کا سلوک ان سے فرمائے اور ان کی دلداریاں کرے تا کہ وہ اس مشکل وقت میں حوصلے ہارنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے پہلے سے بڑھ کر قائل ہوتے چلے جائیں اور ان کا ہر آنے والا لمحہ ہر گزرے ہوئے لمحے سے بہتر ہوتا چلا جائے۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور نے فرمایا:

ابھی نماز جمعہ کے بعد نماز عصر بھی جمع ہوگی اور نماز عصر کے معاً بعد ہمارے ایک احمدی دوست چوہدری محمود احمد صاحب کی نماز جنازہ ہوگی جو پاکستان سے تعلق رکھتے تھے، وہاں شدید بیمار ہوئے اور علاج کی آخری چارہ جوئی کے طور پر کچھ عرصہ پہلے انگلستان تشریف لائے لیکن آپریشن کے بعد پھر ان کی طبیعت سنبھل نہ سکی۔ ان کے متعلق اطلاع ملی تھی دو تین دن پہلے کہ وہ وفات پا چکے ہیں اور آج ہی ان کا جنازہ تیار ہو کر آیا ہے۔ اس لئے نماز عصر کے معاً بعد سامنے جنازہ ان کا آجائے گا اور ہم ان کی نماز جنازہ حاضر پڑھیں گے۔